جس کی پانچ نمازیں اور وتر قضا ہو گئے وہ صاحب ترتیب رہے گا یا نہیں؟

ریفرنس نمبر:Nor.10199 تاریخ:02-10-2019

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کی پانچ نمازیں اور وتر قضا ہو گئے ہوں، تو اسے صاحب ترتیب کہا جائے گا یا نہیں؟ کیا عشاء کے فرض و وتر کو دو الگ الگ نمازیں شمار کریں گے یا دونوں کو ملا کر ایک ہی نماز شمار کی جائے گی؟ نیز اگر یہ دونوں مل کر ایک ہی نماز ہے، تو یہ وضاحت فرمائیں کہ قضا نمازوں میں جب وتر کو الگ سے قضا کرنے کا حکم ہے، تو ترتیب ساقط ہونے میں اس کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس کی پانچ فرض نمازیں اور وتر قضا ہوئے ہوں، وہ صاحبِ ترتیب ہی ہے، اس پر نمازوں میں ترتیب لازم ہے۔ ترتیب اس شخص سے ساقط ہوتی ہے، جس کی وتر کے علاوہ چھ وقتی فرض نمازیں قضا ہو گئیں ہوں اور چھٹی کا وقت بھی نکل گیا ہو۔ وتر کو مسقطِ ترتیب (ترتیب ساقط کرنے والا) قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وتر کا شمار ایک دن اور ایک رات کی نمازوں میں ہی ہوتا ہے اور اس کے لیے دوسری نمازوں کی طرح اپنا کوئی الگ وقت مقرر نہیں، بلکہ عشاء کا وقت ہی اس کا وقت ہے۔ اس لیے جس شخص کی ایک دن اور ایک رات کی نمازیں قضا ہوئیں، تو اگرچہ اس کے ذمہ وتر کے ساتھ چھ نمازیں لازم ہیں، لیکن وقت کے اعتبار سے ترتیب کو ساقط کرنے والی کثرت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ صاحب ترتیب ہی رہے گا۔

صاحب ترتیب سے جن صورتوں میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، ان صورتوں کو ذکر کرتے ہوئے علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نور الایضاح میں لکھتے ہیں: ”اذا صارت الفوائت ستا غیر الوتر فانہ لا یعد مسقطاً“ ترجمہ: (صاحبِ ترتیب سے اس وقت ترتیب ساقط ہو جاتی ہے) جب وتر کے علاوہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں، کیونکہ وتر کو ترتیب ساقط کرنے والا شمار نہیں کیا جاتا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، صفحہ 498، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار میں ہے: "اوفاتت ست اعتقادية" ترجمہ: جس شخص کی چھ فرضِ اعتقادی نمازیں فوت ہو جائیں (وہ صاحبِ ترتیب نہیں رہے گا۔)

اس کے تحت حاشیہ طحطاوی علی در مختار میں ہے: " خرج العملی وهو الوتر فان الترتیب بینه وبین غیره وان کان فرضا لکنه لایحسب مع الفوائت انتهی حلبی و کانه لانه لا وقت له باستقلاله " ترجمہ: (اعتقادی کی قید سے) فرض عملی یعنی وتر خارج ہو گئے ، کیونکہ وتر اور فرض کے درمیان اگرچہ ترتیب فرض ہے ، لیکن فوت شدہ نمازوں میں وتر کو شمار نہیں کیا جاتا، حلبی۔ وتر کو شمار نہ کرنے کی وجہ گویا یہ ہے کہ اس کے لیے مستقل الگ سے کوئی وقت نہیں ہے۔ (حاشیة طحطاوی علی درمختار، جلد1، صفحہ305، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار کی اسی عبارت کے تحت ردالمحتار میں ہے: " خرج الفرض العملی وهو الوتر، فان الترتیب بینه وبین غیره وان کان فرضا لکنه لایحسب مع الفوائت ای لانه لاتحصل به الکثرة المفضیة للسقوط لانه من تمام وظیفة الیوم واللیلة، والکثرة لاتحصل الا بالزیادة علیها من حیث الاوقات اومن حیث الساعات، ولامدخل للوتر فی ذلک ۔امداد" ترجمہ: (اعتقادی کی قید سے) فرضِ عملی یعنی وتر خارج ہو گئے ، کیونکہ وتر اور فرض کے درمیان اگرچہ ترتیب فرض ہے، لیکن فوت شدہ نمازوں میں وتر کو شمار نہیں کیا جاتا، اس لیے کہ وتر کے قضا ہونے سے ترتیب کے سقوط تک پہنچانے والی کثرت حاصل نہیں ہوتی، کیونکہ وتر ایک دن اور ایک رات کے وظائف کا ہی حصہ ہے، جبکہ اوقات و ساعات کے اعتبار سے کثرت ایک دن، ایک رات پر زیادتی سے حاصل ہوتی ہے، وتر کا اس زیادتی میں کوئی دخل نہیں۔ " (ردالمحتار مع الدر المختار، جلد2، صفحہ638، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

02صفر المظفر 1441ھ/02اکتوبر 2019ء

الفتویٰ دارالافتاء اہلسنت darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے